حجاب کے مسئلے پر معاصر تحقیقی ادب: تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ

Contemporary research literature on the issue of hijab Critical and Analytical Study

Syeda Shumaila Rubab Rizvi
Visiting Lecturer Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur Mirs
Email: shumaila.rubab@salu.edu.pk

Abstract

The subject of hijab has become a prominent and sensitive topic on an international scale. Western perspectives often view hijab as an unnecessary restriction on women's freedom, whereas Islamic views consider it an essential aspect of religious observance, morality, and the protection of women's dignity. This divergence of opinions has given rise to intense discussions, particularly within Muslim communities influenced by Western thought.

Islamic scholars and intellectuals have contributed significantly to the ongoing discourse, authoring numerous books and articles to address the questions and criticisms raised against hijab. Their work seeks to clarify the Islamic stance on hijab and explore the rights granted to women in Islam, comparing them to Western notions of freedom and rights. This research article reviews key scholarly works written on the subject, highlighting the depth of study conducted in defense of hijab, and aims to present a detailed comparison between Islamic and Western perspectives on women's rights.

The findings show that extensive and comprehensive work has been carried out to answer objections against hijab, and abundant resources are available for further scholarly investigation. The analysis draws upon diverse religious, legal, and ideological viewpoints, offering a complete understanding of the underlying principles and objections. This comparative study serves as a guide for researchers interested in exploring the intersection of Islamic and Western views on women's rights, particularly in the context of hijab.

Keywords: Hijab, Islamic rights of women, Comparative study, Western perspectives on freedom, Islamic jurisprudence**,** veil, Headscarf, scarf, covering

مقدمہ

حجاب کا معاملہ آج کے دور میں بین الاقوامی سطح پر ایک اہم اور حساس موضوع بن چکا ہے۔ مغربی افکار کے مطابق حجاب خواتین پر ایک غیر ضروری پابندی ہے، اور اسے ان کی آزادی کے خلاف تصور کیا جاتا ہے۔ دوسری

طرف، اسلامی نقطہ نظر میں حجاب کو مذہبی احکام اور اخلاقی نظم وضبط کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے، جو عورت کی عزت اور تقدس کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔

اسلامی معاشروں میں مغربی افکار کی دراندازی نے حجاب کے موضوع پر ایک نئی بحث کو جنم دیا ہے۔ مغربی معاشرت اور ان کے آزاد خیالات اسلامی طرز زندگی اور روایات کے ساتھ تضاد پیدا کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مسلم خواتین کے حجاب پہننے پر کئی اعتراضات اور سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ اس پس منظر میں، کئی علماء، مفکرین اور دانشوروں نے حجاب کے حوالے سے کتب اور مقالے لکھے ہیں تاکہ اس موضوع پر مغربی اور اسلامی نقطہ نظر کو واضح کیا جا سکے اور حجاب کے احکام کی وضاحت کی جا سکے، یہ تحقیقی کتب اور مقالات خواتین کے حقوق کے حوالے سے گہرا مطالعہ ہیں، جس کا مقصد اسلامی اور مغربی معاشروں کے درمیان عورت کے حقوق کا موازنہ کرنا اور اسلام کی طرف سے عطا کردہ حقوق کی تشریح و توضیح فراہم کرنا ہے۔ تحقیق کا بنیادی محور یہ ہے کہ آیا اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیے ہیں وہ جدید ہیں یا فرسودہ، اور یہ بھی کہ کیا مغربی معاشرہ خواتین کے حقوق کے حوالے سے اتنا ہی فراخ دل ہے جتنا کہ اس کا دعوی ہے، اس تحقیق کے دوران متعدد اسلامی کتب اور علماء کی آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ اسلام خواتین کو کن کن حقوق سے نوازتا ہے ان حقوق کا عملی پہلو کیا ہے اور ان کے اثرات خواتین کی زندگیوں پر کیسے مرتب ہوتے ہیں۔

اس آرٹیکل کا مقصد حجاب کے موضوع پر لکھی گئی اہم کتابوں اور مقالوں کا تجزیہ پیش کرنا ہے، تاکہ اس بحث کو مزید وضاحت کے ساتھ سمجھا جا سکے۔ یہ آرٹیکل ان لوگوں کے لیے ایک جامع رہنمائی فراہم کرے گا جو اس موضوع پر تحقیق کر رہے ہیں، انہیں اسلامی اور مغربی نقطہ نظر کے درمیان حجاب کے مسئلے کے اصل حقائق تک پہنچانے میں معاون ثابت ہو گا۔

تعارف کتاب:

سب سے پہلے تو "ڈاکٹر محمد طاہر القادری" کی تصنیف کردہ کتاب "اسلام میں خواتین کے حقوق" زیر مطالعہ رہی ۱۵۸ صفحات پر مبنی اس کتاب کا اہم موضوع اسلام سے قبل عورت کا مقام مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے جس میں عورت کا معاشرتی مقام، یعنی عورت کا ایک معاشرے میں رتبہ، اسکی حیثیت کیا ہے و اور وہ اس وقت کہاں موجود ہے، اسی کے ساتھ مغربی معاشرہ اور عورت کا تقابل کیا ہے کے آیا مغربی معاشرہ عورت کو وہ مقام دیتا بھی ہے جس کا وہ شور و غل کرتا ہے یا پھر حقوق نسواں ایک سنہرا سراب ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام میں عورت کے مقام پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے تاکہ یہ واضح کر دیا جائے کہ در اصل اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت کو

اس کا صحیح اور بلند مقام و مرتبہ عطاء کیا ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰۵ء میں منہاج القرآن پبلیکیشنز نے لاہور میں شائع کی۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی کہ اس میں ۱۳۰ مختلف کتب کے حوالاجات شامل ہیں۔

تحریر کا جائزہ: کتاب اسلام میں خواتین کے حقوق اسلامی معاشرے میں خواتین کیلئے سات قسم کے حقوق کا بیان ہے۔ یہ خواتین کے ان حقوق کا بیان ہے جو قرآن و سنت کی رو سے اسلامی معاشرہ انہیں دینے کا پابند ہے۔

پیش لفظ ڈاکٹر طاہر حمید تنولی نے لکھا ہے، جہاں انہوں نے بیان کیا ہے کہ اسلام نے خواتین کو زمانہ جاہلیت سے نجات دلا کر وہ بنیادی انسانی حقوق آج سے چودہ سو سال قبل عطا کر دیئے تھے جن کے حصول کیلئے مغربی معاشرے میں خواتین کو بیسویں صدی تک ایک طویل جدوجہد کرنا پڑی۔ روزِ اول سے اسلام نے عورت کے مذہبی، سماجی، معاشرتی، قانونی، آئینی، سیاسی اور انتظامی کردار کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس کے جملہ حقوق کی ضمانت بھی فراہم کی۔ تاہم یہ ایک المیہ ہے کہ آج مغربی اہل علم جب بھی عورت کے حقوق کی تاریخ مرتب کرتے ہیں تو اس باب میں اسلام کی تاریخی خدمات اور بے مثال کردار سے یکسر صرف نظر کرتے ہوئے اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔

اسلام میں عورت کا مقام: اس حصے میں سات قسم کے ان حقوق کا تفصیلی بیان ہے جو اسلام نے خواتین کو عطا کئے۔

عورت کے انفرادی حقوق کے تذکرہ عصمت و عفت کا حق، عزت اور رازداری کا حق، تعلیم و تربیت کا حق، حسن سلوک کا حق، ملکیت اور جائیداد کا حق اور حرمت نکاح کا حق شامل ہیں۔

عورت کے عائلی حقوق کے بیان میں خواتین کے بحیثیت ماں، بیٹی، بہن اور بیوی الگ الگ حقوق بیان کئے گئے ہیں۔

عورت کے ازدواجی حقوق کے ضمن میں شادی کا حق، خیارِ بلوغ کا حق، مہر کا حق، حقوق زوجیت، کفالت کا حق، اعتماد کا حق، حسن سلوک کا حق، تشدد سے تحفظ کا حق، بچوں کی پرورش کا حق اور خلع کا حق شامل ہیں۔

عورت کے طلاق کے بعد حقوق کا ذکر کرتے ہوئے مہر کا حق، میراث کا حق اور حضانت کا حق شامل کئے گئے ہیں۔

عورت کے معاشی حقوق کے ضمن میں وراثت کا حق، والدین، شوہر اور کلالہ کے مالِ وراثت میں حق شامل ہیں۔

عورت کے قانونی حقوق کے بیان میں عورت کے ایک قانونی شخصیت (legal person) ہونے کا حق اور عورت کی گواہی کا حق مذکور ہے۔ نیز یہاں ان امور کو بطور خاص بیان کیا گیا ہے جن میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہے، جیسے ولادت اور بچے کے رونے پر گواہی، رضاعت اور ماہواری پر گواہی۔

عورت کے سیاسی حقوق کے ضمن میں عورت کا ریاستی کردار اور رائے دہی کا حق شامل کیا گیا ہے۔ یہاں سیرت طیبہ کی روشنی میں ریاستِ مدینہ میں حق رائے دہی کے ضمن میں مقننہ (parliament) میں نمائندگی کا حق، عورت بطور سیاسی مشیر، انتظامی ذمہ داریوں پر تقرری کا حق، سفارتی مناصب پر فائز ہونے کا حق، ریاست کی

دفاعی ذمہ داریوں میں نمائندگی کا حق، عورت کا حق امان دہی اور مسلم معاشرے میں عورت کا کردار جیسے موضوعات زیر بحث آئے ہیں، جو خواتین کے حقوق کے حوالے سے اسلام مخالف پروپیگنڈا کا دلائل کے ساتھ بھرپور جواب دیتے ہیں

۲۔ کتاب "شرعی پردہ:"

کتاب کا تعارف:

دوسرے نمبر پر " قاری محمد طیب " کی کتاب "شرعی پردہ" سے بنیادی معلومات جمع کیں جس میں پردے کی شرعی حیثیت پر بہترین پیرائے میں قلم کاری کی گئی ہے اور پردے کی شرعی ترتیب و ترکیب سمجھائی گئی ہے کہ شریعت کی کیا اصول و ضوابط ہیں پردے کے تناظر میں ،شرعی حکم کیا ہے اور ہمیں اس پر کس طرح عمل کرنا ہے بہت مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے یہ کتاب ۲۰۱۶ء میں ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور سے شائع کی گئی۔

تحریر کا جائزہ: مصنف کی نگاہ میں پردہ اپنی مقررہ حدود کے ساتھ ایک شرعی حکم اور دینی ہدایت ہے، جس کی بنیادیں کتاب و سنت، ان کی فقہی تشریحات اور تعامل سلف میں قائم ہیں اور وہ ان ہی بنیادوں پر ہر دور میں بلا انقطاع امتِ مرحومہ کا معمول رہتا آرہا ہے۔ وہ کوئی فرضی یا اختراعی چیز نہیں جسے کسی فرد یا سوسائٹی نے ہنگامی مصالح کے تحت تجویز کر لیا ہو اور اس کے سماج پذیر ہو جانے سے مسلمانوں کے ماحول میں اسے خواہ مخواہ شرعی حیثیت دیدی گئی ہو، کہ نہ یہ واقعہ ہی ہے اور نہ ہی اس جامع دین اور اس کے مکمل اور محفوظ شرعی دستور زندگی کے شایان شان ہی ہے، جس میں نہ کسی کمی کی گنجائش ہے، نہ زیادتی کی، مگر ایک عرصہ سے اس کے ساتھ فطری اور عملی طور پر افراط و تفریط کا برتاؤ کیا جارہا ہے۔ جس سے عوام کی نظر میں شرعی حیثیت اور بنیادی حقیقت مشتبہ ہو گئی اور وہ مختلف شکوک و شبہات اور سوالات کی آماجگاہ بن کر رہ گیا ہے۔

مسئلہ حجاب کو سامنے لانے سے پہلے یہ اصولی حقیقت بھی سمجھ لینی اہم ہے کہ عام طور پر ہر قسم کے احکامات خواہ وہ شرعی ہو یا غیر شرعی ان کا کوئی نا کوئی مقصد یا سبب ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح عورت کا پردہ بلاشبہ ایک شرعی اور دینی امر ہے لیکن خود بذاتہ مقصود نہیں، بلکہ ایک ایسی مہلک اور خطرناک علت سے بچانے کی تدبیر کے طور پر رکھا گیا ہے ۔جو انسانیت، انسانی فرد اور انسانی سوسائٹی سب ہی کے لئے سمِ قاتل ہے اور اس کے متعدی اثرات سے کسی بھی وقت قوموں کی قومیں تباہی و بربادی کے کنارے لگ سکتی ہیں۔ اس مہلک علت کو قرآن کریم نے فحش سے تعبیر کیا ہے جس کا دوسرا نام بے حیائی، بے غیرتی، عریانی اور سیہ کاری ہے اور یہ بلاشبہ اقوام کے لئے ہلاکت و بربادی کا پیش خیمہ ہے۔

اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ شریعت اسلام جو بنی نوع انسان کی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے اتاری گئی ہے۔ اس بنیادی تباہی سے صرفِ نظر کر لیتی؟ ناممکن تھا چنانچہ فحش جس طرح عقل سلیم کے تقاضوں کے ماتحت انسانی سوسائٹی کے لئے غلیظ قسم کی ناپاکی اور مقام عقل کے لئے ایک بد نما دھبہ تھا۔ اسی طرح شریعت اسلام نے بھی اس رذیلہ فحش کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی ممانعت کی شرعی تفصیلات اور اخلاقی، روحانی اور مادی قدروں پر مشتمل ایک مفصل پروگرام پیش کیا جو کمال اعتدال کے ساتھ معقولیت اور متانت کا مرقع ہے۔

۳۔ کتاب "احکام ستر و حجاب: "

کتاب کا تعارف:

اسی کے ساتھ "عبد الرحمن کیلانی" کی حجاب کے حوالے سے کی گئی ایک کاوش نظروں سے گزری "احکام ستر و حجاب" اس کتاب میں بہت آسان طریقے سے حجاب کے احکامات کے بارے میں بیان کیا گیا ہے اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے بہت سہل و مفصل انداز میں حجاب اور پردے کے فرق کو آیات و احادیث کے ذریعے عام قاری کے لئے تحریر کیا ہے اور احکامات کو بھی جدا جدا واضح کیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ السلام، وسن پورہ لاہور سے ۲۰۰۹ء میں شائع کی گئی۔

تحریر کا جائزہ: اس کتاب کے مصنف کے مطابق عام طور پر لوگ چونکہ ستر اور حجاب کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے لہٰذا ستر سے متعلقہ احکام کو حجاب کے ساتھ اور حجاب کے احکام کو ستر کے احکام کے ساتھ گڑبڑ کر کے غلط سلط نتائج اخذ کرنا شروع کر دیتے ہیں لہٰذا ہم پہلے اسی فرق کو واضح کرنا چاہتے ہیں اور اس سے بھی پہلے ستر اور عورت کے فرق کو واضح کرنا لازمی ہے۔

کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں، جن کا مفہوم ابتداء کچھ اور ہوتا ہے لیکن مابعد کے ادوار میں اس کے مفہوم میں تبدیلی آجاتی ہے لفظ ستر اسی قبیل سے ہے اور بعض دفعہ کوئی ایک لفظ کسی دوسری زبان میں منتقل ہو کر بالکل کسی الگ مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ لفظ عورت اسی قبیل سے ہے۔ ہمارے یہاں عورت کا لفظ مرد کی تانیث یا مادہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جب کہ عربی میں (جس زبان کا لفظ ہے) اس کا مفہوم بالکل جداگانہ ہے۔ عربی زبان میں عورت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کو کھلا رکھنا یا اس کا کھلا رہنا انسان کے لئے باعث ننگ و عار ہو اور انسان اسے چھپانا ضروری سمجھتا ہو۔

ستر کے بنیادی معنی محض کسی چیز کو چھپانا ہے۔ ستر اور سترۃ ہر اس چیز کو کہتے ہیں۔ جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔ مقامات ستر سے مراد انسانی جسم کے وہ حصے ہیں جنہیں شریعت نے دوسروے انسانوں سے ہر حالت میں چھپانا

واجب قرار دیا ہے۔ پھر صرف ستر کا لفظ بول کر اس سے مقامات ستر مراد لیا جانے لگا پھر ان مقامات ستر کا چھپانا چونکہ واجب ہے لہٰذا عورت کا لفظ مقامات ستر کو چھپانے کے لئے استعمال ہونے لگا۔

گویا حجاب ستر کے علاوہ اضافی چیز ہے جس کا تعلق غیر محرم یا اجنبی مردوں سے ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ستر فی نفسہ ضروری ہے کوئی موجود ہو یا نا ہو جبکہ حجاب فی نفسہ ضروری نہیں ہے جب تک کہ کوئی دیکھنے والا غیر محرم موجود نہ ہو۔ ستر کو ڈھانپنے کا حکم مرد و عورت دونوں کو ہے لیکن حجاب کا حکم صرف عورت کو ہے۔

۴۔ کتاب "اسلام میں خواتین کے حقوق جدید یا فرسودہ:"

کتاب کا تعارف:

پھر "ڈاکٹر ذاکر نائیک" کی کتاب "اسلام میں خواتین کے حقوق جدید یا فرسودہ" سے استفادہ کیا اس کتاب کا ترجمہ "امتیاز احمد" نے کیا ہے اور اس کتاب کو دارالنوادر لاہور نے پبلیش کیا اور ساتھ ہی ساتھ فقہ الحدیث نامی ویب سائٹ پر بھی قائرین کی آسانی کے لئے رکھا۔ اس کتاب کا موضوع خواتین کے حقوق کی جدت و فرسودگی کے حوالے پر مبنی ہے جس کی مدد سے یہ ثابت کرنے میں آسانی ہوئی کہ اسلام عورتوں کو کس قدر حقوق فراہم کرتا ہے اور اسلام ہی وہ واحد اور اولین مذہب ہے جو عررت کو بلند ترین مقام و منزلت عطا فرماتا ہے نا کہ بلاوجہ کی روک ٹوک اور پابندیاں۔ اس کتاب کے ذریعے مصنف نے یہ بھی ثابت کرنے کی کاشش کی ہے کہ دور حاضر میں جو حقوقِ نسواں کا نعرہ ہے در حقیقت یہ اسلام کا ہی نعرہ ہے اور یہ جو جدت دیکھائی جارہی ہے اور حقوق نسواں کا علمبردار بنے کا ڈرامہ ہے سب ڈھونگ ہے کیونکہ اسلام تو چودہ سو سال پہلے ہی عظمت و بلندی والے حقوق دے چکا ہے۔

تحریر کا جائزہ: مصنف و مترجم کہ مشترکہ نظریات کچھ یوں ہیں کہ ویسے تو جدید سے مراد ہر وہ چیز لی جاتی ہے جو قدیم نہ ہو۔ لیکن آج کی تقریب کے تناظر میں دیکھا جائے تو سوال یہ بنتا ہے کہ اسلام نے عورت کو آج سے چودہ سو سال پہلے جو حقوق عطا کیے تھے کیا وہ آج بھی کافی ہیں یا نہیں۔

ویسے تو سماج میں عورت کے مقام کا موضوع صدیوں سے موضوع گفتگو ہے لیکن ماضی قریب میں ان مباحث نے خاصی سنجیدہ صورت اختیار کر لی ہے۔ بعض مسائل کے حوالے سے تو صورتِ حال خاصی پیچیدہ ہو چکی ہے۔ طلاق، کثرتِ ازدواج اور خواتین کی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں شرکت ایسے موضوعات ہیں جن پر میڈیا میں بالعموم بحث جاری رہتی ہے۔ اگرچہ کسی حد تک حقیقی مسائل بھی ہیں لیکن بہت سے معاملات ایسے ہیں جنہیں میڈیا ضرورت سے زیادہ اچھال رہا ہے۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ مغربی عورت بالآخر سماجی، قانونی، معاشی اور سیاسی حقوق کے حصول میں کامیاب ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس کے لیے اسے طویل مدت تک مسلسل اور ان تھک جدوجہد کرنا پڑی۔ جس کے نتیجے میں اسے مذکورہ حقوق تو حاصل ہو گئے ہیں لیکن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس دوران وہ بہت کچھ گنوا بیٹھی ہے۔

اگر آپ مغربی معاشرے کا بغور تجزیہ کریں تو آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ مغربی عورت بہت کچھ کھو چکی ہے۔ وہ خاندانی نظامِ زندگی سے محروم ہوئی، ذہنی سکون سے محروم ہوئی اور یہاں تک کہ وہ اپنے وقار اور نسوانیت سے بھی محروم ہو گئی۔

دوسری طرف اگر آپ اسلام کا جائزہ لیں تو آپ کو علم ہو گا کہ اسلام نے آج سے چودہ سو برس پہلے ہی عورت کو بے شمار حقوق عطا کر دیے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب دنیا کی دیگر تہذیبیں یہ سوچ رہی تھیں کہ عورت کو انسان بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ اس مسئلے کا جامع، غیر جانبدارانہ اور غیر جذباتی انداز میں جائزہ لے کر یہ فیصلہ کریں کہ اسلام خواتین کو جو حقوق دیتا ہے وہ کافی ہیں یا ناکافی اور یہ کہ وہ حقوق جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بھی ہیں یا نہیں۔

۵۔ کتاب "فلسفہِ حجاب:"

کتاب کا تعارف:

حجاب کی تاریخ، رواج حجاب کے اسباب اور خصوصاً حجاب کے حوالے سے کئے جانے والے اعتراضات اور ان کے بھرپور جوابات پر مبنی ایک بہت ہی اعلیٰ کتاب "فلسفہ حجاب" زیرِ مطالعہ رہی جو کہ "آیت اللہ مرتضیٰ مطہری "کی کتاب "حجاب در اسلام" کا ترجمہ ہے جس کے مترجم "سید محمد موسیٰ رضوی" ہیں۔ اس کتاب کو "جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان" نے ۱۹۹۳ء میں "عباسی لیتھو آرٹ پریس کراچی" سے پبلش کروایا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس ہی کتاب "حجاب در اسلام" کو اردو زبان میں دوسرے نام سے بھی شائع کیا گیا ہے جس کا نام "عورت پردے کی آغوش میں" ہے اس کے ناشر "دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان ہیں۔ تقریباً دونوں کتب کا متن ایک ہی ہے۔

تحریر کا جائزہ: اس کتاب کے ذریعے مصنف نے حجاب مخالفین کو تاریخی پس منظر اور فلسفے کی زبان میں ہی جواب دیا ہے اور حجاب کے حوالے سے رائج غلط نظریات کا مدلّل جواب دیا ہے۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ لادین حلقوں نے ہماری نوجوان نسل کے فکری خلا کو ہم سے پہلے بھانپ لیا اور اس کے احساسا سے غلط فائدہ اٹھایا۔ انھوں نے دلنشین طرز بیان کے ذریعے گمراہ کن نظریات کو اس کے دل و دماغ پر مرتسم کر دیا جس کے نتیجے میں وہ فکری اور خلاقی طور

پر دیوالیہ ہو گئی لیکن خدا کا شکر ہے کہ دینی بیداری اور اسلامی تشخص کے جذبے کے تحت ہماری نوجوان نسل حقائق دین کو سمجھنے کے لیے جس جوش و خروش کا اظہار کر رہی ہے اس کے پیش نظر ہر دانشور یہ محسوس کر رہا ہے کہ یہ نسل مذہبی معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ پہلے سے زیادہ آمادہ ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نامحرم مرد سے عورت کے پردے کا ضروری ہونا اسلام کے اہم مسائل میں سے ہے۔ خود قرآن کریم میں اس اس کے متعلق صراحت پائی جاتی ہے۔ عورت کا اپنا بدن کو غیر مرد سے چھپایا پردے کے لازم ہونے کی علامت ہے۔ اسی طرح اجنبی مرد اور عورت کی باہمی خلوت کا ناجائز ہونا بھی پردے کی تائید کرتا ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر استاد مرتضی مطہری نے اپنے کتاب فلسفہ حجاب میں درج ذیل پانچ عناوین پر گفتگو کی ہے۔

پردے کی تاریخ: کیا پردہ اسلام کی خصوصیات میں سے ہے اور ظہور اسلام کے بعد یہ مسلمانوں سے غیر مسلموں تک پہنچا یا یہ کہ پردہ اسلام کی خصوصیات میں سے نہیں ہے اور اسلام سے پہلے پائی جانے والی قوموں میں بھی اس کا وجود رہا ہے۔

رواج پردہ کے اسباب: پردے کی بنیاد کیا ہے؟ جیسا کہ ہم جانتے ہیں حیوانات میں نر اور مادہ آزادانہ طور پر اکھٹے رہتے ہیں، گویا کہ اولین فطری اصول یہی ہے کہ انسان بھی گھل مل کر رہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مرد اور عوت کے درمیان پردے کی صورت میں ایک دیوار حائل ہے۔ تاہم یہ سوال پردہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام جنسی اخلاقیات نیز حیا اور عفت کے بارے میں بھی یہی سوال کیا جاسکتا ہے۔ حیوانات جنسی معاملات میں شرم کا احساس نہیں رکھتے جبکہ انسان خصوصاصفط نازک میں فطرتا شرم و حیا پائی جاتی ہے۔

اسلام میں پردے کا فلسفہ کیا ہے: پردے کے سلسلے میں جو مختلف نظریات بیان کئے جاتے ہیں ان میں سے زیادہ تر مخالفین پردہ کے اپنے ذہن کے اختراع ہیں۔ ان کے خیال میں پردہ، خواہ وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی غیر معقول ہے ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسئلے کو آغاز ہی سے غیر ضروری سمجھے تو اس کی توجیہہ بھی اس کے بیکار ہونے پر مبنی ہو گی۔ اگر یہ بھث کرنے والے اس مسئلے کو غیر جابندارانہ طریقے سے جانچتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اسلامی پردے کا ان کی بے اصل باتوں سے کوئی ربط نہیں۔ ہم اسلامی تعلیمات میں حجاب کے حوالے سے ایک خاص فلسفہ پایا جاتا ہے جو از روئے عقل قابل قبول ہے اور تجزیہ کی روشنی میں اسے اسلامی پردے کی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔

پردے پر کیا اعتراضات وارد کیے جاتے ہیں؟ سب سے پہلا اعتراض پردے پر یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے اور جو بات عقل کے مطابق نہ ہو ہمیں اس کا دفاع نہیں کرنا چاہیے۔ پردے کے اسباب میں ان باتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے: ۱۔ عدم تحفظ اور امن و امان کا فقدان ۲۔ رہبانیت اور ترک لذت کا رجحان ۳۔ مرد

کی خود غرضی اور حکمرانی کا جذبہ ۴۔ ایام مخصوصہ میں عورت کی نجاست کا نظریہ پردے کی نسبت سے یہ تمام باتیں مہمل اور باطل ہیں۔ اسلام کے نزدیک عورتوں کا پردہ نفسیاتی، خاندانی اور اجتماعی اعتبار سے ایک منطق کا حامل ہے۔

اسلامی پردہ: کیا اسلام عورتوں کے پردے میں رہنے کا طرفدار ہے جیسا کہ لفظ حجاب سے ظاہر ہوتا ہے یا اسلام محض یہ چاہتا ہے کہ عورت غیر مردوں کے سامنے اپنے بدن کو ڈھکے رکھے اور عورت کو اس پر مجبور نہیں کرتا کہ مجمع میں شریک نہ ہو۔ دوسری صورت میں بدن کو ڈھکے رکھنے کی حدود کیا ہیں؟ کیا چہرہ اور دونوں ہاتھ بھی ستر میں شامل ہیں یا چہرے اور دونوں ہاتھ چھوڑ کر باقی بدن کو ڈھکنا چاہئے اور چہرے اور ہاتھوں کا ڈھکنا ضروری نہیں اور کیا ان دونوں صورتوں کے علاوہ اسلام میں ایک تیسرا مسئلہ بھی موجود ہے جسے حریم عفاف کہا جاتا ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے لیے پردہ اور گھر میں رہنا تو ضروری نہیں لیکن اسے غیر مردوں کے ساتھ گھلنے ملنے کی آزادی بھی نہیں۔ بہ الفاظ دیگر کیا اسلام عورتوں اور مردوں کے ایک جگہ جمع ہونے پر پابندی لگاتا ہے یا نہیں؟

۶۔ کتاب "پردہ:"

کتاب کا تعارف:

ان سب کتب میں سب سے عمدہ و جامع کتاب "سید ابوالاعلیٰ مودودی" کی کتاب "پردہ" ہے جو دورِ حاضر کی اس موضوع پر لکھی تمام کتب میں سب سے ممتاز مقام پر ہے اس مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پورے عالم اسلام میں اس کتاب کو جو مقبولیت حاصل ہے وہ بہت کم کتب کو ملیں مشرق وسطیٰ میں اس کتاب کا عربی، اردو اور انگریزی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ ۳۰۴ صفحات پر مبنی اس کتاب کے مطبع کرنے والے میٹرو پرنٹر لاہور شہر سے ہیں یہ کتاب اپریل ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی قارین کی پسندیدگی کے سبب یہ "کتاب و سنت "نامی ویب سائیڈ پر بھی موجود ہے۔

تحریر کا جائزہ: اس کتاب کی جامعیت و خوبصورتی ہی یہ ہے کہ اس کتاب کے ذریعے ہر ہر پہلو، فلسفے، تاریخ، حمایت و مخالفت اور زاویہ نظر کو بہت ہی مفصل انداز میں عام قارئین تک پہنچایا گیا ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں مولانا مودودیؒ نے "نوعیتِ مسئلہ" کے عنوان سے موضوع کا مفصّل جائزہ لیا ہے کہ قدیم یونانی تہذیب سے لے کر رَوم تک کی تہذیب میں عورت کی حیثیت کیا تھی اور وہ مسیحی یورپ میں اخلاقی انحطاط کے جس چنگل میں پھنسی تھی، اس کی جکڑ سے نکلنا مشکل ہی نہیں، ناممکن تھا۔ پھر یہ بھی ہوا کہ اپنی ان حیوانی خواہشات میں وہ قومیں اس قدر مغلوب ہو گئیں کہ پوری تہذیب اپنی تاریخ کے ساتھ زمیں بوس ہو گئی۔ مولانا مودودیؒ نے کافی تحقیق و جستجو کے بعد فرمایا کہ "تین ہزار سال کے تاریخی نشیب و فراز کی یہ مسلسل داستان ایک بڑے خطۂ زمین سے تعلق رکھتی ہے، جو پہلے بھی دو

عظیم الشّان تہذیبوں کا گہوارہ بن چکا ہے اور اب پھر اُس تہذیب کا ڈنکا دنیا میں بج رہا ہے۔ ایسی ہی داستان، مصر بابل، ایران اور دوسرے ممالک کی بھی ہے۔ خود ہمارا ملک ہندوستان (1947ء سے قبل) بھی صدیوں سے افراط و تفریط میں گرفتار ہے۔ ایک طرف عورت داسی بنائی جاتی ہے، مرد اس کا سوامی اور پتی دیو، (یعنی مالک و معبود) بنتا ہے۔ اس کو بچپن میں باپ کی، جوانی میں شوہر کی اور بیوگی میں اولاد کی مملوکہ بن کر رہنا پڑتا ہے، شوہر کی چِتا کی بھینٹ چڑھا کر ملکیت اور وراثت کے حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ یہودیوں اور یونانیوں کی طرح گناہ اور اخلاقی و روحانی پستی کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے اور اس کی مستقل شخصیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اس بام مارگی تحریک کی باقیات اور غیر صالحیات ہی تو ہیں، جو ایران، بابل، یونان اور روم کی طرح ہندوستان میں بھی تہذیب و تمدّن کی انتہائی ترقّی کے بعد وبا کی طرح پھیلیں اور ہندو قوم کو صدیوں کے تنزّل وانحطاط کے گڑھے میں پھینک گئیں۔" مولانا صاحب کی اس تحقیقی عبارت پر ذرا غور کیجیے اور دیکھیے کہ کیا آج کئی سال بعد بھی حالات ویسے ہی یا بدتر نہیں ہیں؟ مولانا مودودیؒ نے انیسویں صدی کے آخری زمانے میں مسلمانوں میں آزادیٔ نسواں کی جو تحریک بیدار ہوئی، اس کے محرّکات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور دَورِ جدید کے "مسلمان" کا حال بیان کیا۔'

کتاب کے مزید مندرجات میں اسلامی نظامِ معاشرت کے تحت تنظیمِ معاشرت کے سلسلے میں صنفی میلان اور محرّکات کے حوالے سے کُھل کر بحث کی گئی اور سورۃ النساء میں موجود آیات کی تفسیر کے تحت حرمتِ زنا کی اہمیت اور بے راہ روی کی پابندی پر "النساء" کی چوتھی آیت کا ترجمہ درج ہے۔ "ان عورتوں کے سوا جو عورتیں ہیں، انہیں تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے کہ تم اپنے اموال کے بدلے (مہر دے کر) ان سے احصان (نکاح) کا باضابطہ تعلق قائم کرو، نہ کہ آزاد شہوت رانی۔ پس، ان عورتوں کے متعلقین کی رضامندی سے ان کے ساتھ نکاح کرو۔" پھر آگے چل کر مرد کی قوّامیت سے متعلق قرآن میں درج "النساء" کی چھٹی آیت کا ترجمہ ہے "مرد، عورتوں پر قوّام ہیں، اس فضیلت کی بنا پر جو اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر عطا کی ہے اور اس بنا پر کہ وہ ان پر (مہر و نفقہ کی صورت میں) اپنا مال خرچ کرتے ہیں، مرد اپنی بیوی اور بچّوں پر حکمران ہے اور اپنی رعیّت میں اپنے عمل پر وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔ صالح بیویاں شوہروں کی اطاعت گزار اور اللہ کی توفیق سے شوہروں کی غیر موجودگی میں ان کی ناموس کی محافظ ہیں۔" اس سورۃ میں مرد کی حاکمیت نہ صرف بیوی پر بلکہ اپنے بچّوں پر بھی جس طرح ظاہر کی گئی ہے، اس میں نہ تو مزید کسی تشریح کی گنجایش ہے اور نہ ہی کسی کمی بیشی کی۔ ایک اور اقتباس دیکھیے "غضِ بصر، کے لیے ضوابط کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس کے اسباب اور پابندی نہ کرنے کے نتیجے میں معاشرتی خرابیوں کی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ سب سے پہلا حکم، جو مَردوں اور عورتوں کو دیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ غضِ بصر کرو۔ عموماً اس لفظ کا ترجمہ "نظریں

نیچی رکھو" یا "نگاہیں پست رکھو" کیا جاتا ہے، مگر اس سے پورا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ حکمِ الٰہی کا اصل مقصد یہ نہیں کہ لوگ ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہیں اور کبھی اوپر نظر ہی نہ اُٹھائیں۔ مدّعا دراصل یہ ہے کہ اس چیز سے پرہیز کرو، جس کو حدیث میں آنکھوں کا زنا کہا گیا ہے۔ اجنبی عورتوں کے حُسن اور ان کی زینت کی دِید سے لذّت اندوز ہونا مَردوں کے لیے اور اجنبی مَردوں کو مطمحِ نظر بنانا عورتوں کے لیے فتنے کا موجب ہے، فساد کی ابتداء طبعاً و عادتاً یہیں سے ہوتی ہے۔ اسی لیے سب سے پہلے اسی دروازے کو بند کر دیا گیا ہے اور "غضِ بصر" سے یہی مراد ہے۔ ظاہر ہے کہ جب انسان، آنکھیں کھول کر دنیا میں رہے گا، تو سب ہی چیزوں پر اس کی نظر پڑے گی۔ یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی مرد کسی عورت کو اور کوئی عورت کسی مرد کو دیکھے ہی نہیں۔ شارع نے اس کے متعلق فرمایا کہ اچانک نظر پڑ جائے، تو معاف ہے۔ دراصل جو چیز ممنوع ہے، وہ یہ ہے کہ ایک نگاہ جس میں تم کو حُسن محسوس ہو، وہاں دوبارہ نظر دوڑاؤ اور اس کو ہدفِ نظر بناؤ۔

"پردہ" کے اس مختصر جائزے کے اختتام سے قبل ضروری ہے کہ کتاب میں موجود اسلامی نظامِ معاشرت کے دوسرے حصّے پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے، تاکہ موضوع پر بات مزید صاف ہو جائے۔ اس باب میں تحفّظات کے تحت اصلاحِ باطن، دل کے چور، فتنۂ نظر، فتنۂ زبان، فتنۂ آواز، فتنۂ خُوش بُو اور فتنۂ عُریانی پر گفتگو کی گئی اور بتایا گیا ہے کہ عورت کو ان تمام فتنوں سے بچنے کی ضرورت ہے، تاکہ پردے کی حُرمت اس کی شخصیت پر پوری طرح محیط ہو جائے۔ آج جب مغرب سے اٹھتا ہوا "فیمنزم" کا یہ طوفان تمام مشرقی ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، تو ہمیں ضرورت ہے کہ پردے کے احکام کو اس کی صحیح روح کے ساتھ سمجھیں اور اپنی تحریروں میں اسے گفتگو کا موضوع بنا کر پیش کریں۔

تحقیقی مقالہ جات کا جائزہ:

جب تحقیقی مقالہ جات کی تلاش کا آغاز کیا تو "تحقیقاتِ اسلامیات" کے نام سے اردو زبان میں علومِ اسلامیہ، عربیہ والاسنتہ الشرقیہ سمیت ادبیات و سماجیات وغیرہ میں مذہبی، ابلاغی، تدوینی اور دیگر اہم جہات سے "پاک و ہند کے ۱۰۰ جامعات" کے ۲۲۲۷ پی ایچ-ڈی، ۲۶۸۷ ایم-فل اور ۲۹۳۱ ایم-اے سطح پر تکمیل شدہ وزیرِ تحقیق سندی مقالات اور مزید مجوزہ قابلِ بحث ۸۷۴ عنوانات یعنی کل "۸۳۲۰ موضوعات" کا اولین بالترتیب الف سے ے تک موضوعات کا خزانہ موجود ہے۔ جسے محقّقین کی رہنمائی اور آسانی کے لئے ڈاکٹر سعید الرحمٰن بن نور حبیب نے جنہوں نے دینی ابلاغیات میں پی ایچ-ڈی کیا ہوا ہے جون ۲۰۱۷ء میں العلم پبلشنگ سروسز، پشاور سے اشاعت کروایا۔ اس موضوعات کے خزانے سے یہ رہنمائی حاصل ہوئی کے کل پانچ مقالاجات پر حجاب و پردہ کے

مختلف پہلوں پر کام کیا گیا ہے مگر ان میں کوئی بھی برائے راست ایم-فل اور پی ایچ-ڈی کا مقالہ نہیں ہے۔ چار ایم-اے اور ایک مساوی ایم-فل مقالہ ہے۔ ان مقالہ جات تک رسائی برقی رابطے کے ذریعے حاصل کی گئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ تعارف مقالہ: یہ تحقیقی مقالہ مساوی ایم-فل ہے اور مقالہ نگار "فاخرہ جبین بیگ" نے زیر نگرانی "ڈاکٹر حافظ شبیر احمد جامعی" مکمل کیا محقق اور نگران دونوں کا تعلق شعبہ علوم اسلامیہ سے ہے یہ مقالہ "حجاب اور عصرِ حاضر میں اس کی شرعی نوعیت" ۲۰۱۳ء-۲۰۱۵ء کے درمیان لکھا گیا۔ محقق کا تعلق "دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور" صوبہ پنجاب سے ہے۔

تحریر کا جائزہ: یہ مقالہ دو پہلوؤں سے راقم کے لئے مفید ہے اولاً حجاب کا عصرِ حاضر کی مناسبت سے اور دوم شرعی نوعیت یعنی اسلامی نظریات کے مطابق موازنہ کرنے میں بہت مدد ملی۔ حجاب وہ شناخت ہے جس کو مسلم خواتین شائستگی اور رازداری یعنی پردے کی علامت کے طور پہنا کرتی ہیں۔ حجاب پہننے کو مسلم شناخت کے واضح طور پر اظہار کرنے کا ایک ذریعہ بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "ڈھکنے"۔ مسلمان خواتین، جو اپنے سر اور گردن کو ڈھانپ رہی ہیں جسے حجاب کہتے ہیں۔ حجاب کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، جن میں زیادہ تر عام پردہ یا ہیڈ سکارف ہوتا ہے۔

حجاب کا مطلب ہیڈ سکارف یعنی ایک بڑی اوڑھنی یا چادر ہے جو مسلم خواتین پہنا کرتی ہے، جو سر اور گردن کو ڈھانپتی ہے، لیکن چہرہ چھوڑ دیتی ہے۔

حجاب کا استعمال کچھ اسلامی معاشرے میں خواتین کو الگ تھلگ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یا اس میں اخلاقیات کے معیار کو برقرار رکھنے کے لئے روایتی طور پر استعمال کی جانے والی استنباطی جہت کی نشاندہی کہا جا سکتا ہے۔ مسلمان خواتین حجاب کو مختلف طریقوں سے سمجھتی ہیں اور اس سے منسلک ہوتی ہیں اور اس معنی کو مختلف کرتی ہیں جو سر کو ڈھانپنے سے لے کر معمولی طرز عمل تک ہیں.

حجاب کی اصطلاح متعدد لغات اور قرآن مجید میں مختلف معنی رکھتی ہے۔ لین (1984) کے مطابق، لفظ حجاب کے معنی یہ ہیں: ایک ایسی چیز جو روکتی ہے، رکاوٹیں کھڑی کرتی ہے، یا گریز کرتی ہے۔ ایسی چیز جو پردے ڈالتی ہے، چھپاتی ہے، چھپتی ہے، کور کرتی ہے یا حفاظت کرتی ہے، کیونکہ یہ دیکھنے اور دیکھے جانے سے روکتی ہے۔ قرآن مجید میں، حجاب کے تصور کے دوہرے معنی ہیں جو یہ ہیں کہ: نہ صرف کسی چیز نے اس کی حفاظت کی ہے، بلکہ ایسی چیز بھی جو رکاوٹ بن سکتی ہے۔ حجاب پہننا ہر عورت کا ذاتی انتخاب ہے۔ وہ مختلف وجوہات کی بناء پر حجاب یا دیگر احاطہ پہننے

کا انتخاب کرتے ہیں۔ کچھ کا خیال ہے کہ خدا نے خواتین کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس کے اعتدال کے اس حکم کو پورا کرنے کے لئے پہنیں۔ یہ خداوند کریم سے باحجاب عورت کی ذاتی عقیدت کو ظاہر کرتا ہے۔ بطور مسلمان شناخت ظاہر کرنے کے ایک ذریعہ کے طور پر حجاب پہننا۔

بہت سے معاملات میں، حجاب پہننے کا استعمال مغربی حقوق نسواں کی تقاریر کو چیلنج کرنے کے لئے بھی کیا جاتا ہے جس میں حجاب پہننے والی خواتین کو مظلوم یا خاموش بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ ایسا قطعی نہیں ہے عصر حاضر میں پوری دنیا میں کامیاب ترین باحجاب خواتین مختلف کارھائی زندگی انجام دے رہی ہیں۔

۲۔ تعارف مقالہ: یہ مقالہ "پردے کا ماضی، حال اور مستقبل" ایم۔اے کے سندی حصول کا مقالہ ہے جو ۱۹۶۴ء میں مقالہ نگار "صغریٰ خاکوانی" نے نگران "پروفیسر محمد اسلم ملک" کی زیر نگرانی "ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی" میں پیش کیا۔

تحریر کا جائزہ: اس مقالے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور جس میں زمانے کے حساب سے یعنی ماضی کو تاریخ کے پیرائے میں، حال کو دور حاضر کے تناظر میں اور مستقبل کو مفروضوں کی بنیاد پر پردے کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔

اسلام کا ایک ضروری اور ناقابل تردید مسئلہ حجاب ہے۔ دوسری طرف، یہ مکمل طور پر نظریاتی ہے اور مسلمانوں کے اندرونی عقائد سے وابستہ ہے، لہذا اس کے لئے حجاب کے عملی اعتقاد، حجاب کی ضرورت کی وجوہات اور اسلام میں اس کی حد تک افہام و تفہیم کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف، خواتین کے پردے اسلام کے دشمنوں کے لئے ایک سیاسی اور معاشرتی مسئلہ ہے، جیسے اسلامی ممالک میں شہریوں کے داخلے کا طریقہ، اور اگر یہ کامیاب ہوتا ہے تو، یہ مزید فتوحات کا باعث بنے گا۔ دوسری طرف حجاب کی مقدار کو اس حد تک مسخ کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے حجاب اور غیر حجاب ہوا ہے۔ اس کے علاوہ، صحیح رہنمائی اور نامناسب رویے کی عدم دستیابی کی وجہ سے، زبردستی کی طاقت نے حجاب اور اس کے اثرات کے معاملے کو تیز کر دیا ہے، اور اسی وجہ سے حجاب کا معاملہ ملک کا ایک پیچیدہ ترین مسئلہ بن گیا ہے۔

فطرت اور اسباب کے نقطہ نظر سے خواتین کے حجاب اور خواتین کے لباس کا مسئلہ کوئی حاصل شدہ یا روایتی یا قانونی مسئلہ نہیں ہے جو بعد میں پیدا ہوا ہو سکتا ہے، لیکن لباس پہننے کا رجحان افراد کی فطری خصوصیت ہے۔ انسان کی تخلیق کے آغاز میں، پہلا مسئلہ جو آدم اور حوا کے بارے میں اٹھایا گیا تھا وہ ڈھانپنے کا مسئلہ تھا، لہذا، جسم کو پھیلاؤ اور ڈھانپنے کا رجحان انسان کی فطرت اور جوہر میں ہے، اور عریانی انسانی فطرت کے منافی ہے، لہذا مرد اور عورت کے مابین پردہ پوشی اور رازداری پیدا کرنا۔ تمام نسلوں اور اقوام کے مابین اس پر تبادلہ خیال کیا گیا ہے، اور

صرف لباس کا معیار شکل اور رنگ سے مختلف ہے۔ دوسری طرف، فطری خصوصیات کی پرورش کی ضرورت ہے، لہذا یہ مشکل اور کمزور ہے۔ اندرونی خصلتوں کی طاقت اور کمزوری اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے جتنی ابتدائی وجہ اور ابتدائی تربیت کا غلبہ اور عملی طور پر اندرونی خصلتوں کا داخلہ ہے۔

آج مغربی نظریات کی یلغار کی وجہ سے، وہ شور جو عورت کی سانس کو کسی نقاب یا پردے میں پھنس گیا ہے، اسے دم گھٹ رہا ہے اور اسے چار دیواری میں قید کر چکا ہے، ہر جگہ سنا جا سکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ پروپیگنڈا سلام کو کمتر کرنے کا نتیجہ ہے ایسے لوگ عورت کی تخلیق کے مقصد اور مقصد سے ناواقف ہیں اور انہوں نے دنیا پر غور کیا ہے، اگر وہ یہ مانتے ہیں کہ خالق کائنات اور انسان کے ساتھ ساتھ مرد اور عورت کا خالق بھی خدا سے پوچھتے ہیں کہ وہ کس مقصد اور مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۳۔ تعارف مقالہ: یہ بھی ایم-اے کا ایک سندی مقالہ ہے جس کا موضوع "پردہ اور پاکستانی معاشرت" ہے یہ مقالہ ۱۹۶۴ء میں "ادارہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی" میں مقالہ نگار "ذکیہ طاہرہ" نے نگران "پروفیسر علامہ علاؤالدین صدیقی" کی زیر نگرانی لکھا۔

تحریر کا جائزہ: اس مقالے میں مقالہ نگار نے بہت خوبصورتی سے پاکستان میں بسنے والے لوگوں کے رسم ورواج، رہن سہن، ماحول کے مطابق پردے کی ضرورت اور اسباب بیان کیے ہیں۔

مقالہ نگار کے مطابق حجاب کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان ایک مملکت اسلامی ہے اور اس اسلامی مملکت میں اسلامی اصول، تعلیمات، رسم ورواج کا ہونا لازم ہے۔ حجاب خداوند کریم کا محبوب عمل ہے جو اس نے عورت پر فرض اور مرد پر لازم کر دیا ہے۔ ایک اسلامی معاشرے کی خوبصورتی اسلامی احکامات کی پابندی ہی ہے۔

جب ایک سچا مسلمان خواہ وہ عورت ہو یا کہ مرد یہ سوچ لے کہ مجھے خدا کے نظریہ کے علاوہ کسی اور نظریہ کی ضرورت نہیں ہے، جس کا مطلب ہے کہ آپ خدا کی خدمت کو پسند کرتے ہیں جس نے آپ کو پیدا کیا، اگر وہ رب پاک دل کو کافی سمجھتا ہے، تو وہ ہر دم آپ کے دل میں موجود ہے اور آپ کو اس کی موجودگی کا احساس تب ہی ہو گا جب دل اور عمل دونوں ہی خالص ہیں۔ چونکہ مملکت پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اس لئے شدت سے لازم ہے کہ حجاب کی اہمیت اور ضرورت کو ہر ایک فرد سمجھے۔ جس عورت کے پاس حجاب نہیں ہے اس کے پاس خدا بھی نہیں ہے!! کیونکہ وہ جانتی ہے کہ خدا نے حجاب کو واجب کر دیا ہے، لیکن وہ خدا کے حکم کے خلاف کام کر رہی ہے۔ حجاب خدا کی خوشنودی کو راغب کرنا ہے اور بے حجابی غیر محرموں کی توجہ اپنی طرف راغب کرنا ہے۔ ہر مسلمان عورت کو

اپنے حجاب پر فخر ہے کیوں کہ اس عمل سے وہ اپنے خدا کے مقربوں میں شامل ہونا چاہتی ہے اور اپنے رب کو خوش کرنا چاہتی ہے۔

پاکستان کے ہر ہر دینی و دنیاوی تعلیمی اداروں سے یہ بات ہر خاص و عام پاکستانی کو معلوم ہونی چاہیئے کہ حجاب نہ صرف کپڑوں کا ایک ٹکڑا ہے جو آپ کے سر کو ڈھانپتا ہے جو لوگوں کے ذہن کو ظاہر کرتا ہے۔ حجاب صرف سر کو ڈھانپنے تک ہی محدود نہیں ہے۔ زندگی کو غیر ضروری طور پر انجام دینا بھی حجاب کی ضروریات کو پورا کرنے میں اہم ہے۔ زیادہ تر بیان یہ استدلال کرتا ہے کہ حجاب مردوں اور عورتوں کے مابین ایک حد طے کرتا ہے جو شادی سے قبل یا غیر قانونی تعلقات سے بچنے میں ان کی مدد کرتا ہے، جو اسلام میں جائز نہیں ہے۔ خواتین کو حجاب پہننے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ معاشرے کو متعدد طریقوں سے پاک رکھتی ہے۔ حجاب خواتین کو عزت، وقار اور تحفظ دیتا ہے۔ اسلامی حجاب کا دیرینہ تمدن یہ ہے کہ شائستگی کا رویہ پیدا کریں اور ہر ممکن حد تک ایک چھوٹی سی توجہ اپنی طرف راغب کریں۔ مسلمان خواتین کی بڑھتی ہوئی تعداد ایک مخصوص انداز میں حجاب اور جدید ثقافت کی روح کو گھل رہی ہے۔ وہ جدید ثقافت میں جو کچھ دیکھتے ہیں اس میں انحصار پاتے ہیں اور اس بات کو اپناتے ہیں کہ اس میں اسلامی احکامات کو شامل کیا جائے اور اس کی پاسداری کی جا سکے۔

۴ -تعارف مقالہ:

ایم–اے کا یہ سندی مقالہ "پردہ کتاب و سنت اور عصری مفکرین کی آراء کی روشنی میں" مقالہ نگار "عفت جبیں" نے زیر نگرانی "ڈاکٹر جمیلہ شوکت "۱۹۸۶ء میں "ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی" میں پیش کیا۔

تحریر کا جائزہ: اس مقالے میں مقالہ نگار نے پردے کو قرآنی آیات، احادیث، سنت اور مختلف مفکرین کی آراء کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ اسلام میں، طاقت کا منبع اللہ پاک ہے اور تمام مخلوقات اس کے قوانین کی تعمیل کرتی ہیں۔ اسلامی نظام زندگی کو شریعت کہا جاتا ہے۔ شریعت میں اخلاقیات کے دو بنیادی ذرائع ہیں۔ سب سے پہلا اور اہم ماخذ قرآن ہے۔ مسلمان قرآن کو اللہ کے زبانی کلام کے طور پر قبول کرتے ہیں، جو حضرت محمد (ص) پر نازل ہوا۔ دوسرا بنیادی ماخذ سنت یا حدیث کہلاتا ہے، جس کا مطلب ہے حضرت محمد (ص) کے الفاظ، عمل اور منظوری۔ دونوں بنیادی ذرائع اسلامی زندگی کو چلانے کے لئے وسیع اصول اور رہنما اصول پیش کرتے ہیں قرآنی آیات جو روایتی طور پر خواتین کے لباس یا پہناوے کو بیان کرنے کے لئے پیش کی گئیں ہیں۔

اول: " اور مومن خواتین سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کریں اور اپنے مزاج کی حفاظت کریں۔ کہ وہ اپنی خوبصورتی اور زیورات کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ (عام طور پر) اس کے ظاہر ہونے چاہئیں۔ کہ وہ اپنی چھاتی پر اپنے

پردے کھینچیں اور ان کی خوبصورتی کا مظاہرہ نہ کریں اور یہ کہ ان کے پوشیدہ زیوروں کی طرف راغب ہونے کے لئے ان کے پاؤں نہ ٹکرائیں۔"(القرآن24:30-31)

دوم:"اے نبی!! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہو کہ وہ اپنے بیرونی لباس اپنے اوپر ڈال دیں: یہ سب سے زیادہ آسان ہے، تاکہ انھیں پہچان لیا جائے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"(القرآن33:58-59)

عصر حاضر میں بھی حجاب مختلف طریقوں سے روشن ہے۔ کچھ مفکرین کا کہنا ہے کہ مسلمان خواتین یا لڑکیوں کو اس کے چہرے اور ہاتھوں کے سوا ہر چیز کا احاطہ کرنا ضروری ہے، اور کچھ دوسرے مفکرین کا کہنا ہے کہ آنکھوں کے سوا ہر چیز کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

مقالہ نگار کے مطابق کچھ معاشروں میں جہاں خواتین کو قانون کے ذریعہ پردہ کرنے کی اجازت نہیں ہے کچھ اسلامی گروہ نے حجاب کو متحرک کیا ہے تاکہ وہ اسلامی شناخت کے روایتی احساس کی نمائندگی کریں۔ حجاب کا صحیح معنی زندگی کے ہر لحاظ سے شائستگی بر قرار رکھنے کے لئے نجی حصوں اور زینت کو ڈھکنا ہے۔

۵۔ تعارف مقالہ: "پردہ تاریخ کے آئینے میں"

ایک تحقیقی مقالہ ہے جسے ایم- اے کی مقالہ نگار "رفیعہ خان" نے زیر نگرانی "ڈاکٹر حافظ شبیر احمد جامعی" نے شعبۂ علوم اسلامیہ سیشن ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۳ء کے درمیان "دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور" میں پیش کیا۔

تحریر کا جائزہ: اس مقالے میں محقق نے پردے کی تاریخ اور تاریخی پس منظر کو جامع انداز میں پیش کیا ہے۔۔ قدیم ایران اور یہودی لوگوں سمیت اور شاید ہندوستان میں بھی حجاب اور پردہ اسلام سے قبل رائج تھے اور اسلامی قانون میں بیان کردہ بیانات سے کہیں زیادہ سخت تھے۔ اس حکم کا اسلام میں تقریباً چوتھے اور پانچویں سال بیان ہوا کیونکہ قبل از ۵ ہجری آیت و تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں لفظ حجاب درج نہیں کیا گیا ہے۔ حجاب ایک الٰہی حکمرانی ہے اور اسلام کے تمام پیروں کاروں کے لئے لازم و ضروری اصولوں میں سے ایک ہے۔

کچھ مورخین، جیسے ول ڈورنٹ نے یہ استدلال کیا ہے کہ ایران کے ساتھ عرب تعلقات اسلام کے دائرے میں حجاب کے پھیلاؤ کا باعث بنے، اور یہ کہ مسلمانوں میں مشترکہ حجاب ایک ایسی عادت ہے جو ایرانیوں سے دوسرے مسلمانوں میں بھی ان کے مسلمان ہونے کے بعد پھیل گئی۔ دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ:"حجاب روم اور ایران کی غیر مسلم اقوام سے عالم اسلام میں داخل ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں، اسلام نے غیر محرم مردوں کے خلاف

خواتین کو کور کرنے کے لئے کوئی خاص قانون نہیں بنایا ہے، اور جو آج شرعی حکم بن گیا ہے اس کی کوئی شرعی دستاویز نہیں ہے۔

قرآن کی کچھ آیات میں ہم نے پڑھا ہے کہ اسلام سے پہلے عرب خواتین معاشرے میں شرکت کے لئے مناسب لباس نہیں پہنتی تھیں۔ مثال کے طور پر سورہ احزاب کی آیات 32 اور 33 میں نبی کی ازواج مطہرات سے کہا گیا ہے کہ وہ معاشرے میں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ "جیسا کہ قدیم جاہلیت کے دنوں میں، اپنے زیورات کو ظاہر نہ کریں۔"

نیز آیت نمبر 59 میں، فریقین سے کہا گیا ہے کہ وہ بیٹیوں اور ان کی بیویوں اور مومن خواتین کو اپنے پردے کم کرنے کو کہیں تاکہ ان پر ظلم نہ کیا جائے۔ سورہ نور کی آیت نمبر 31 سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ اگرچہ اس وقت خواتین ہیڈ سکارف پہنتی تھیں، لیکن ان کے گلے اور گردن دکھائی دیتی تھی۔

۶۔ تعارف مقالہ: "عورتوں کے حقوق سیرتِ نبوی کی روشنی میں"

تمام مقالہ جات کے ساتھ "ریسرچ اسکالر" نغمہ پروین "شعبہ دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، کے مقالے کو زیر نظر رکھا جس کا موضوع "عورتوں کے حقوق سیرتِ نبوی کی روشنی میں" ہے یہ مقالہ ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ ۱۰، جلد ۹۸ میں اکتوبر ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔

تحریر کا جائزہ: مقالہ نگار کے مطابق خدا کے رسول ﷺ کو ایک ایسی عمر اور جگہ پر پیشگوئی کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا جہاں اس کے لوگ عورتوں کی قدر نہیں کرتے تھے اور اسے ایک اجناس کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ لڑکیوں کو غربت اور محرومی کے بہانے زندہ دفن کر دیا گیا۔ لیکن خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلوک اور تقریر کے ذریعہ عورت کے حقیقی کردار کو اس کے پاس بحال کر دیا۔ ان کی بیٹی، حضرت فاطمہ زہرا، سے بے حد محبت کے ساتھ، ان پر سلامتی اور ان کے شوہر خصوصا ام المومنین حضرت خدیجہ عملی طور پر دوسرے لوگوں کے لئے ایک ماڈل بن گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے وقت میں جب خواتین کی کوئی قدر و وقار نہیں تھا- عورتوں کو حقوق اور شخصیت کے حامل آزاد انسان کی حیثیت سے بلند کیا اور عورت فطرت کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی سفارش کی۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو سلامت رکھیں اور ایک عورت کو مڑے ہوئے پسلی سے تشبیہ دیتے ہیں اور کہا: ایک عورت مڑے ہوئے پسلی کی طرح ہے اور اسی مقام پر وہ مفید ہے۔ اگر وہ اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو، یہ ٹوٹ جائے گا اور گم ہو جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ خواتین کی تخلیق کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا اور وہ کام جو مرد انجام دے سکتے ہیں اور ان کی قابلیت میں ہے، وہ کبھی بھی خواتین نہیں کر سکتی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعید نہیں اس شخص سے جو اپنے کنبے سے محروم ہو جائے اور انہیں تنہا چھوڑ دے۔ یقینا. یہ ضرور کہنا چاہئے کہ عورت کو کچھ نکات پر عمل کرنا چاہئے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عورت وہ ہے جو نعمتوں کے دوران شکر گزار ہوتی ہے اور مصیبت کے وقت صبر سے محروم نہیں ہوتی ہے۔

۷۔ تعارف مقالہ:

حجاب کے حوالے سے جو سب سے عمدہ تحقیقی مقالہ زیرِ نظر آیا وہ "حجاب فی الاسلام (پردے کے احکام قرآن و سنت کی روشنی میں)" مقالہ نگار "عبدالحی عابد" نے نگران "ڈاکٹر محمد گجر خان" کی زیرِ نگرانی "شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا" کے سیشن ۱۰-۲۰۰۹ کے درمیان پیش کیا۔ بعد ازاں اس مقالے کو ایک کتابچہ کی شکل میں مرتب کر کے پبلش کیا گیا۔

تحریر کا جائزہ: اس مقالے میں مقالہ نگار نے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں پردے کے احکامات، نزول احکام، اسباب اور ضرورت کو آیات کی روشنی میں واضح کیا اور آیاتِ ستر و حجاب کی تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ستر و حجاب کا فرق بھی نمایاں کیا ہے۔

اس مقالے کو مقالہ نگار نے پانچ کو ابواب میں مکمل کیا ہے۔ پہلے باب میں ستر و حجاب کے معنیٰ و مفہوم کو آیات و حدیث سے واضح کیا ہے۔ حجاب اور ستر اسلام کے انتہائی اہم معاشرتی قوانین میں سے ہیں۔ خداوند عالم نے قرآن پاک میں مرد و زن دونوں کے لئے معاشرت کی حدود مقرر کی ہیں وہیں ان کے لئے ستر و حجاب کا تعین بھی کر دیا ہے۔

حجاب مسلمان عورت کے لیے ایک ایسا فریضہ ہے جو وہ احکامِ الٰہی کے تحت ادا کرتی ہے۔ مگر آج اسے مسئلہ بنا کر اچھالا جا رہا ہے۔ قرآن کریم جو ہر مسلمان کے لیے قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ سب سے پہلے سورۃ الاحزاب میں آیت حجاب نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نبی ﷺ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو۔ نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو۔ ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ۔ باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔ تمہاری یہ حرکتیں نبی ﷺ کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا۔ نبی ﷺ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے

لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لیے یہ ہر گز جائز نہیں کے اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ تم خواہ کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ کو ہر بات کا علم ہے"۔(الاحزاب ۳۳:۵۳)

اس کے بعد حجاب کا حکم قرآن کریم کی سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۰ میں نازل ہوا اور اُس میں خطاب کا آغاز مردوں سے کیا گیا۔ اور بعد میں عورتوں کو مخاطب کیا گیا۔

' ان نبی ﷺ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُس سے باخبر رہتا ہے۔"

' ' اور اے نبی ﷺ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے کہ جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی چادروں کے آنچل ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں"۔(النور ۲۴:۳۱)

انگریزی مقالہ جات کا جائزہ:

1. Ruby, Tabassum F."Listening to the voices of hijab. "In Women`s Studies International Forum, vol.29, no1, Pergamon, 2006.

تعارف مقالہ: اس انگریزی مقالے جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے "حجاب کی آوازیں سننا" کو مقالہ نگار " تبسم روبی " نے ۲۰۰۶ء میں ایک خواتین کی مناسبت سے تحقیق کی بنیاد پر کے جانے والے کاموں پر مبنی بین الاقوامی فورم جو کہ "ملک روم" کے ایک شہر "پیر گامون" میں منعقد ہوا۔ اس مقالے کا نام "خواتین کی تعلیم میں بین الاقوامی فورم" ہے اور مقالہ نگار نے اس فورم میں اپنے اس تحقیقی مقالے کو پیش کیا جس میں مقالہ نگار نے بہت خوبصورت انداز میں حجاب کی اہمیت، ضرورت اور فوائد بیان کئے ہیں اور دور حاضر میں حجاب کو ایک لازمی جز قرار دیا ہے۔

تحریر کا جائزہ: مقالہ نگار کے مطابق ایک مسلمان عورت حجاب پہنتی ہے کیونکہ وہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کر رہی ہے۔ جب تک کہ کوئی اپنے سر کو ڈھانپے بغیر ہی معمولی لباس پہنے کسی کو بھی اس بات کا نوٹس نہیں لینے کا خیال نہیں آتا کہ وہ ایک مسلمان ہے۔ لیکن ایک بار جب وہ حجاب پہنتی ہے اور ہیڈ سکارف کا استعمال کرتی ہے پھر سبھی نے دیکھا کہ وہ ایک مسلمان ہے۔ لہذا حجاب اور مسلمان کا تعلق ہے اور اس کی شناخت، حجاب پہننا اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ حجاب کا تصور لفظی طور پر سیدھا ہے جہاں مضمون سے پتا چلا ہے کہ حجاب ایک اسلامی لباس ہے اور مسلمان خواتین کی علامت ہے۔

حجاب کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے جس کے ذریعے ہم اپنے سر اور جسم کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس سے نہ صرف آزادی اور عزت ملتی ہے بلکہ سکون اور اعتماد بھی ملتا ہے۔ حجاب بری چیزوں، بری نظروں اور ست لوگوں کی سوچوں کا ڈھال ہے۔ یہ طہارت کی علامت اور شخصیت کا ایک حصہ ہے اور معاشرے میں قابل احترام امیج دیتی ہے۔

نیز جدید ثقافت میں، جو رجحان پیدا ہوا ہے وہ اسلام میں حجاب پہننے کے حکم کی تفہیم پر کچھ الجھنوں کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ ایک سروے کے تجزیے کے مطابق لوگوں کے ایک گروپ نے جو حجاب پہن رکھے ہیں، ان کا خیال تھا کہ حجاب ایک نیا انداز ہے اور یہ فیشن کا ایک حصہ بنتے جارہا ہے۔ دوسری طرف، لوگوں کے ایک اور گروہ کا خیال تھا کہ یہ ملک کی ہر خواتین کے لئے لازمی ہونا چاہئے اور معاشرے کے لئے یہ ضروری ہے۔

اسلام کا مفہوم امن اور تسلیم ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا کے حضور تسلیم کرنا اور اسلام کے اصولوں پر عمل کرکے آپ کو سکون ملے گا۔ تو، خدا پر بھروسہ کرو پھر کوئی الجھن نہیں ہوگی۔

اسلام یعنی علم میں اضافہ اور قرآن واحادیث کو سمجھنا۔ قرآن کے مطابق اور اسلام کے راستے پر چلنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ قرآن اور احادیث کے مطابق، یہ بات بالکل واضح ہے کہ حجاب ایک مذہبی فریضہ ہے، جس کا ذمہ دار عورت کو کرنا ہے۔ اس نکتے پر کوئی بحث نہیں ہوگی۔ بہت سی خواتین متعدد وجوہات کی بناء پر حجاب پہنتی ہیں۔ چاہے وہ معاشرتی وجوہات، خاندانی اثر ورسوخ اور مذہبی وجوہ کی بنا پر ہو یا ان کی اپنی پسند ہو۔ لہذا جو بھی وجہ ہے اس کے پہننے کے پیچھے اصل ارادہ ہے وہی ہے جو واقعی میں شمار ہوتا ہے یعنی اسلامی تعلیمات، عزت ووقار اور تحفظ۔

2. Latiff, Zulkifli Abd, and F.N.Alam."The Roles of Media in Influencing Women Wearing Hijab: An Analysis. " Journal of Image and Graphics 1, no.1 (2013)

تعارف مقالہ:

یہ مقالہ دو مختلف مقالہ نگاروں کی مشترک قلمکاری کا نتیجہ ہے پہلے مقالہ نگار "ذوالکفل عبد لطیف" اور دوسرے مقالہ نگار "ایف این عالم" اس مقالے کے نام کا اگر اردو ترجمہ کیا جائے تو یہ بنتا ہے "حجاب پہنے والی خواتین کو متاثر کرنے میں میڈیا کا کردار ایک تجزیہ" جو کے ایک جریدے "تصاویر اور ترسیمیات" کے مجلہ نمبر ا میں ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا۔

تحریر کا جائزہ: اس مقالے میں دونوں مقالہ نگار میڈیا کی مذمت کرتے ہوئے میڈیا کو بے حجابی کا سب سے بڑا ذریعہ بتانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کے عریانی، فحاشی اور بے حجابی میڈیا کی اولادیں ہیں اور اپنے نت نئے پروگراموں کے ذریعے میڈیا اپنی ان اولادوں کو پال پوس رہا ہے۔

خداوند کریم نے عورت کو شرم وحیا کے زیور سے آراستہ کیا ہے اور اسی کے ذمے وہی کام لگائے ہیں جو اس کی فطرت کے عین مطابق ہیں، کیونکہ اس کی طبعیت میں خداوند متعال نے نزاکت رکھی ہے تو کام بھی اس کے لئے وہی مقرر کئے ہیں جن کو وہ باآسانی ادا کرسکیں۔ پردے کا حکم اسی لئے ہے کہ بیرون خانہ کے تمام امور مرد انجام دیں مگر اس میڈیا نے عورت کا تصور ہی پلٹ کر رکھ دیا ہے اب بیرون خانہ کے تمام امور کی انجام دہی خواتین خود کر رہی ہیں مردوں کے ساتھ ہونے کے باوجود خریداری خود کرتی ہیں کیونکہ بنے سنورنے اور بے حجابی کے تمام لوازمات سے آراستہ ہوسکیں۔

میڈیا اپنے مختلف پروگراموں اور ڈراموں کے ذریعے نت نئے لباس، زیورات اور سامان آرائش کی دیدہ زیب نمائش کرتا ہے ادھ ننگی ماڈلز کے ذریعے اور سادہ لوح گھریلو خواتین ان فیشن زدہ ماڈلز کو دیکھ کر خود کو انکی جگہ تصور کرتے ہوئے اس فیشن کی پیروی کرتی ہیں جو فقط جہنم کی راہ پر لے جانے کا سبب ہے اور کچھ نہیں۔

میڈیا ایک بے حجاب عورت کو اس خوبصورت سراب کی طرح پیش کرتا ہے جس کے پیچھے ہماری خواتین ایک پیاسے کی طرح تڑپ کر بھاگتی ہیں۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ جیسا سب کچھ چمکتا دمکتا ہوا کیمرے کی آنکھ سے دیکھایا جاتا ہے ایسا ہی اصل زندگی میں رونما ہوگا جبکہ اصل زندگی میں ان سب چیزوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

کیا کوئی سادہ لوح گھریلو خاتون مکمل میک اپ بھرپور زیورات اور جدید تراش خراش کے مختصر ترین لباس میں روزمرہ کے کام انجام دے سکتی ہے؟ گھر کی صفائی، باورچی خانے کا کام وغیرہ!! ایسا ناممکن ہے یہ صرف میڈیا کا پھیلایا ایک جال ہے جو وہ حجاب کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ میڈیا ہمارے ناصرف معاشرتی بلکہ مذہبی اقدار پر کاری وار کر رہا ہے اور ریک زہر قاتل کا کام انجام دے رہا ہے۔

3. Zwick, Detlev, and Cristian Chelariu. “Mobilizing the Hijab”: Islamic identity negotiation in the context of a matchmaking website. ”Journal of Consumer Behavior 5, no.4 (2006)

تعارف مقالہ:

یہ مقالہ ایک بین الاقوامی جریدے "جرنل آف کنزیومر بیہویر ۵" کے اشاعت نامے ۴ میں ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے کے عنوان کا اردو ترجمہ کچھ یوں ہے "حجاب کو متحرک کرنا" اس کے مقالہ نگار دو مختلف افراد ہیں اول "ڈیلٹیو ذویک" اور دوم "چیلریس کریسٹین" انھوں نے ایک سماجی ویب سائٹ جس کا نام "میچ میکنگ وین سائٹ" ہے کے لئے مقالہ پیش کیا ہے۔

تحریر کا جائزہ: دونوں مقالہ نگاروں نے اسلام کی شناخت کے حوالے سے اس موضوع پر کام کرتے ہوئے لکھا کہ اسلام کی اصل و سچی شناخت پردے و حجاب میں ہی ہے۔اس کے لئے ہر مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت لازم ہے کہ حجاب اور حجاب کی تعلیمات کو تمام دنیا میں متحرک رکھیں انہیں کسی صورت یا وجہ کہ سبب رکنا یا ایک جگہ پڑاؤ نہیں ڈالنا چاہیے دنیا کے پورے مدار پر حجاب کی اچھائیاں، فائدے اور حجاب نا کرنے کے نقصانات واضح ہوں اور لوگ حجاب کو فقط اسلامی تعلیمات کا حصہ نہ سمجھیں اور حجاب کو اسلام کی پیداوار کا نام نہ دیں بلکے حجاب کو مفید اور معاشرے کی اصلاح کا سبب سمجھیں اور پورے دنیا کہ نقشے پر عورت کی با حجاب چھاپ لگادیں۔یعنی اگر دماغ میں لفظ عورت آئے تو ذہن فوراً تعظیماً باادب ہو جائے۔

اسلامی حجاب کی روایتی اور جدید ثقافت نہ صرف شائستگی کا رویہ تشکیل دے رہی ہے بلکہ اپنی ذات پر بھی کم سے کم توجہ مبذول کر رہی ہے۔ فیشن خود اظہار خیال کی ایک قسم ہے،جو نظروں کے ساتھ تجربہ کر رہی ہے، اور کسی کے ذاتی انداز کی طرف راغب ہوتی ہے۔ حجاب کی روح کے ساتھ بظاہر تضاد کے باوجود، مسلمان خواتین کی بڑھتی ہوئی تعداد ان دونوں کو ملا رہی ہے۔

مسلم فیشن میں حالیہ دلچسپی مشرقی اور مغربی ثقافتوں کے مابین بڑھتی ہوئی باہمی روابط کی بدلتی حرکیات کا بھی اشارہ ہے۔عالمی مسلم آبادی دنیا میں تیزی سے بڑھتی ہوئی صارفین کی منڈیوں میں شامل ہے،لہذا فیشن کے شعبے سمیت دنیا بھر کے کاروباروں کے لئے ترقی کے ایک بڑے موقع کی نمائندگی کرتی ہے۔ مسلمان خواتین کو شائستہ اور باوقار انداز میں لباس پہننا چاہیے۔ حجاب کی اپنی علاقائی اور معاشرتی خصوصیات ہیں۔

دنیا کی مسلم خواتین کا تجزیہ کر کے اور اس مارکیٹ کو نشانہ بناتے ہوئے اور صارفین کو معمولی یا اسلامی تنظیمیں فراہم کرنے سے فیشن کی صنعتوں کو نمایاں فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ اسلامی ڈریسنگ کا اپنے وقار کا ایک انداز ہے، اور آج یہ زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کروانے لگی ہے، کیونکہ مرکزی دھارے کے رجحانات تیزی سے جرت مندانہ اور اشتعال انگیز بن رہے ہیں مسلم فیشن کی دلچسپی میں اضافہ مشرقی اور مغربی ثقافتوں کے مابین بڑھتی ہوئی باہمی روابط کی بدلتی حرکیات کا بھی اشارہ ہے۔

4. Rehman, Ateeq-ur, and Mohammad Shahbaz Shabbir.”The relationship between religiosity and new product adoption,”Journal of Islamic Marketing 1, no.1 (2010)

تعارف مقالہ: "مذہبیت اور نئی مصنوعات کو اپنانے کے درمیان تعلق" کے عنوان سے ایک مقالہ ۲۰۱۰ء کے ایک جریدے کے ابتدائی ایڈیشن میں لکھا گیا جریدے کا نام "جرنل آف اسلامک مارکیٹینگ" ہے اور مقالے کے دو قلمکار ہیں پہلے "عتیق الرحمٰن" اور دوسرے "محمد شہباز شبیر"۔

تحریر کا جائزہ: مقالہ نگاروں نے اس مقالہ میں مذہب کے اندرون تبدل کا سبب نت نئے فیشن و مصنوعات کو قرار دیا ہے۔ مقالہ نگاروں کے مطابق حجاب جو ایک شرعی اور لازم جز ہے اسکو فیشن و نت نئے مصنوعات کے زیر اثر آکر خواتین دن بہ دن فراموش کرتی جارہی ہیں اور جو اشیاء و عوامل حجاب کو ناقص کرنے کا سبب بنتے ہیں انہیں فخریا اپنا رہی ہیں مثال کے طور پر بنا آستین کا لباس جو کہ قطعی ممنوع ہے مگر جدت پسندی کی نظر میں یہ فیشن ہے۔ جبکہ حجاب کی حد بندی فقط ہاتھ کے پنجے کو کھولنے کی اجازت دیتی ہے اور اس میں بھی کئی علماء کے نظریات جدا ہیں کچھ کے نزدیک تو ہاتھ کا پنجہ بھی زیر حجاب ہونا چاہیے۔

اس مقالے میں مقالہ نگار حجاب کی جانب بے توجہی اور لاپروائی کا سبب نت نئے فیشن و مصنوعات جو کہ مصنوعی حسن و زیبائش میں اضافہ کرتے ہیں کو گردانتے ہیں مقالہ نگار کے مطابق چونکہ صنف نازہیں حسن پرست ہیں اور اپنی تعریف سننا پسند کرتی ہیں اسلئے وہ نت نئی مصنوعات کی جانب جلد یا بدید متوجہ ہو ہی جاتی ہیں اور ان کے استعمال کی وجہ سے حجاب کی حدود کو توڑ دیتی ہیں۔

یہ نت نئی مصنوعات اور فیشن قطعی غیر ضروری اشیاء ہیں ان کے بغیر بھی زندگی گزر سکتی ہے یہ لینا بلکل بھی ضروری نہیں ہے لیکن سوشل میڈیا، ٹی وی ڈرامے اور فلمیں ایسا سحر انگیز کر دیتے ہیں کہ سب اس کی اندھی تقلید کا آغاز کر دیتے ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ آج ہر ذی شعور انسان پریشان ہے، نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے، لیکن ہماری آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں کیونکہ ان پر فیشن کی پٹی بندھی ہے۔

5. Shirazi, Fagheh."The Veil Unveiled: The hijab in modern culture" Journal of Islamic Studies, V13, Oxford University press, Sep (2002)

تعارف مقالہ: یہ مقالہ آکسفورڈ یونیورسٹی کی ایک ویب سائٹ جو خاص طور پر اسلامک اسٹڈیز کے محققین کی آسانی کے لئے ہے جس کا نام "آکسفورڈ اسلامک اسٹڈیز۔ کوم" ہے۔ اس ویب سائٹ سے استفادہ کرتے ہوئے کئی مقالہ جات سے استفادہ حاصل کیا جن میں سے ایک کی تفصیل درج ہے بقایا کا ذکر مصادر و مراجع میں موجود ہے۔ یہ مقالہ "فحیح شیرازی" نے ستمبر ۲۰۰۲ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی کی اسلامک اسٹڈیز کی سائٹ کے لئے لکھا اس کا اردو ترجمہ کچھ یوں ہے کہ "حجاب نے جدید ثقافت میں حجاب کی رونمائی کی"۔

تحریر کا جائزہ: اس مقالے میں مقالہ نگار نے دور جدید میں حجاب اور حجاب کے ثقافتی زور کو بیان کرتے ہوئے حجاب کے زیادہ استعمال کو دو صورتوں میں تقسیم کیا ہے اول اسلامی حجاب اور دوم بمطابق فیشن یعنی زمانے اور موجودہ وقت کے فیشن کے مطابق حجاب کا استعمال۔

حصہ اول میں حجاب کی اسلامی نقطہ نگاہ سے اہمیت، افادیت اور ضرورت پر قلمکاری کی گئی ہے۔ حجاب خداوند کریم کے ساتھ کسی کی اندرونی عقیدت کی عکاسی کرتا ہے۔ مسلم خواتین کی بطور مسلمان شناخت ظاہر کرنے کے طور پر بھی حجاب پہنا جاتا ہے کیونکہ یہ شائستگی، وقار اور راز داری کی علامت ہے۔

حصہ دوم میں حجاب کے ثقافتی اثر کو کچھ یوں بیان کیا ہے مقالہ نگار کے مطابق حجاب نے بذات خود اپنی جگہ جدید ثقافت کے رنگوں میں بنائی اور متعارف کروائی ہے اب حد یہ ہے کہ جو خواتین معمولاً حجاب نہیں بھی کرتیں ہیں وہ ثقافتِ جدید اور فیشن کے زیر اثر آکر حجاب استعمال کرتی ہیں۔ اس عمل سے حجاب ہر خاص و عام میں مقبول ہوتا جارہا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق یہ بھی کوئی برا عمل نہیں ہے کہ خواتین جو اسلامی ثقافت و اسلامی تعلیمات سے دور ہیں وہ خواہ فیشن کے زیر اثر ہی حجاب کر رہی ہیں مگر کر تو رہی ہیں اس سے حجاب کی پہچان عام ہوتی جارہی ہے اور یہ تیزی سے اسلامی ممالک کی سرحدوں کو پار کرتے ہوئے تمام کرہ ارض پر پھیلتا جارہا ہے۔

اس مطالعے کا مقصد دنیا کی مسلم کمیونٹی میں حجاب کے معنی اور حجاب پہننے کے دعوے کی جانچ اور وضاحت کرنا ہے۔ اس تجزیے میں، معاشرے کے کردار نے خواتین کو حجاب پہننے کے ساتھ ساتھ جدید ثقافت سے متعلق ان کی آگاہی پر بھی اثر انداز کیا۔ دنیا بھر میں سو سے زیادہ خواتین جو حجاب پہنتی ہیں ان پر ایک مقداری تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس مطالعہ میں انفرادی شرکاء کے افکار اور ان کے بیانات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

ڈیٹا تجزیہ: یہ تحقیق، سوالنامے ایک نجی یونیورسٹی کی طلباء اور شہر میں کام کرنے والی خواتین کے مختلف شعبوں میں حجاب پہننے والی متعدد خواتین میں تقسیم کی گئیں جن کے بارے میں انہوں نے سوالیہ پروٹوکول کے ایک سیٹ کا جواب دیا جسے محقق نے تیار کیا ہے۔ ہر جواب دہندگان نے اسی ساختہ سوالات کے جوابات دیئے اور پھر جواب کا حساب کتاب کیا اور جوابات میں فرق کا موازنہ کیا اور پائی چارٹ بنایا۔

حجاب پہننے کی وجہ:

سوالنامے کے سروے کے تجزیے کے مطابق پائی چارٹ تیار ہوا۔ نتیجہ میں کہا گیا ہے کہ، 80،6 فیصد جواب دہندگان نے جواب دیا کہ وہ اپنی پسند کے لئے حجاب پہن رہی ہیں، 16.1٪ نے کہا، وہ اپنے خاندانی فیصلوں پر عمل کرتی ہیں اور 3.2٪ نے کہا، انہوں نے سماجی وجوہ کی بنا پر حجاب پہن رکھا ہے۔

2.2 خواتین حجاب پہننا شروع کر دیتی ہیں

تجزیہ کے مطابق پائی چارٹ سے پتہ چلتا ہے کہ، 81٪ جواب دہندگان شادی سے پہلے حجاب پہنتے ہیں اور 19٪ جواب دہندگان شادی کے بعد حجاب پہنتے ہیں۔ اور فرق بہت زیادہ ہے۔

حجاب پہننے کے پیچھے خیالات:

اس سروے میں، حجاب پہننے کے پیچھے افراد کے جو خیالات پائے گئے ہیں۔ درج ذیل ہیں:

100 • ٪ جواب دہندگان نے کہا کہ، حجاب آزادی اور عزت دیتا ہے۔ .90.33٪ جواب دہندگان نے کہا کہ، حجاب معاشرے کے لئے اہم ہے۔ •74.2٪ جواب دہندگان نے کہا کہ، ہر خواتین کے لئے حجاب لازمی ہونے کی ضرورت ہے۔

اپنی پسند کا 80.6٪ خاندانی فیصلہ 16.1٪ معاشرتی سبب 3.2 شادی سے پہلے شادی کے بعد۔

اس سروے کے دوران، حجاب پہننے کے پیچھے کچھ اور ایشو بھی آتا ہے۔

74.191٪ جواب دہندگان نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حجاب فیشن کا حصہ بننے جا رہا ہے۔ .19.353٪ جواب دہندگان نے اتفاق کیا کہ وہ حجاب پہنتی ہیں کیونکہ یہ ایک نیا انداز ہے۔ .25.88٪ جواب دہندگان نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ حجاب پہنے ہوئے ہیں کیونکہ اپنے بالوں کی دیکھ بھال چاہتی ہیں ان کا کسی قسم کا اسلامی ذہن نہیں ہے۔

خلاصہ بحث

ان تمام کتابوں کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کہ اس موضوع پر اتنا وسیع اور بھرپور کام کیا جا چکا ہے ان تمام کتابوں کے مصنفین نے حجاب کے موضوع پر ہونے والے تمام اعتراضات کو بخوبی موضوع بحث بنایا ہے اور ان کا تفصیلی اور بھرپور جواب دیا ہے

اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے وسیع اور مطلوبہ مواد موجود ہے اگر کوئی مزید تحقیق کرنا چاہے تو اس کے لیے یہ آرٹیکل معاون ثابت ہوگا

حجاب پر تحقیق میں مختلف مکاتب فکر اور مذاہب کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف نظریاتی اور فقہی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے حجاب کے موضوع پر کتب اور مقالوں کا تجزیہ کرنے سے اس موضوع پر موجود تمام بنیادی نظریات اور اعتراضات، دلائل اور اسلامی اور مغربی نقطہ ہائے نظر کی مکمل تفہیم پیش کی گئی ہے اس سے موضوع کے مختلف پہلوؤں کا جامع تجزیہ ممکن ہے

حجاب کے موضوع پر کثیر تعداد میں کتب اور مقالوں کے تجربے سے وافر معلومات فراہم ہو گئی ہیں جو نئے اور پیش آمدہ تحقیقی سوالات اور جوابات تلاش کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے

یہ ایک تقابلی جائزہ بھی ہے اس سے مغربی افکار اور اسلامی نظریات کے درمیان فرق اور اشتراکات کو سمجھا جا سکتا ہے اور موجودہ دور میں مزید وسیع تحقیقی تجزیے پیش کرنے کی صلاحیت دیتا ہے، مزید سوالات اور تحقیقی موضوعات کی نشاندہی میں معاون ہے۔

حواشی

1. بدخشانی، مقبول بیگ، فیروز اللغات فارسی اردو، (لاہور: فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ ۲۰۰۴ء)، ص ۳۱۳۔
2. فیروز اللغات اردو جامع، (لاہور: فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، چوتھی اشاعت، ۲۰۱۱ء) ص ۳۰۵۔
3. سیوہاروی، محمد حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، (کراچی: دارالاشاعت اردو بازار، ۲۰۰۲ء)۔
4. "World Health Organization | History, Organization, & Definition of Health". *Encyclopedia Britannica.* Archived *from the original on 3 April 2020.* Retrieved 18 March 2020
5. مجلسی، محمد باقر، مترجم، ممتاز، سید حسن امداد، الحسینی، سید طیب آغا الموسوی، بحار الانوار، (کراچی: محفوظ بک ایجنسی، جنوری ۱۹۸۰ء) ج ۱۰۱، ص ۱۰۶
6. (القرآن ۳۳/۵۳) ترجمہ: پانی پتی، قاضی ثناء عثمانی مجددی، تفسیر مظہری، مترجم الازہری، پیر محمد کرم شاہ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیشر، ۲۰۰۲ء)
7. (القرآن ۳۳/۵۹) ترجمہ: پانی پتی، قاضی ثناء عثمانی مجددی، تفسیر مظہری، مترجم الازہری، پیر محمد کرم شاہ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیشر، ۲۰۰۲ء)
8. احمد، قاری صہیب، عورت کا زیور پردہ، (ریاض: مکتبہ بیت الاسلام ۱۴۲۲ھ)، ص ۹۔
9. (القرآن ۲۴/۳۱) ترجمہ: طباطبائی، علامہ سید محمد حسین، مترجم آیت اللہ حسن رضا غدیری، "المیزان" فی تفسیر القرآن، (لاہور: الغدیر اکیڈمی، مارچ ۲۰۱۱ء)
10. کیلانی، عبدالرحمان، احکام ستر و حجاب، (لاہور: مکتبۃ السلام، فروری ۲۰۰۴ء)، ص ۲۲۔
11. مودودی، سید ابوالاعلیٰ، پردہ، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز پرائیوٹ لمیٹڈ، اپریل، ۲۰۰۵ء)
12. الہاشمی، محمد علی، مسلمان عورت اور اس کا اخلاقی و معاشرتی کردار، (لاہور: مسلم پبلیکیشنز، اکتوبر ۲۰۱۷ء)